بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد
یاایھاالذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین
وقال رسول اللہ ﷺ المرء علی دین خلیلہ
فلینظر احدکم من یُخالِل. او کما قال علیہ
الصلوۃ والسلام.

حضرت والا دامت برکاتہم کا عرب میں فیض

الحمدللہ! ہمارے حضرت والا دامت برکاتہم کی کرامت ہے کہ سعودی عرب میں حضرت والا دامت برکاتہم کی کتابیں شائع ہوکر عربوں میں تقسیم ہورہی ہیں اور مقبول ہورہی ہیں اور قبولیتِ عامہ حاصل کررہی ہیں۔ مشائخ نے حضرت والا کو "شیخ العرب والعجم" کا خطاب بہت پہلے دیا تھا اس کا اب ظہورِ تام ہورہا ہے۔ سورج کے طلوع کی خبر تو دی تھی، الحمدللہ! اب سورج نصف النہار پر طلوع ہوگیا ہے۔ الحمدللہ! پورے عرب میں بلکہ مکہ شریف اور مدینہ شریف کے درمیان جتنی مساجد ہیں وہاں تقریباً ہر مسجد میں حضرت والا دامت برکاتہم کی کتابیں رکھی گئی ہیں۔ حرمین شریفین میں کتابیں تقسیم ہوئیں اور امامِ حرم حضرت شیخ عبدالرحمٰن سدیس دامت برکاتہم اور ان کے بڑے بھائی شیخ ابراہیم دامت برکاتہم جو وہاں کے بڑے عالم ہیں ان کی خدمت میں بھی کتابیں پیش کی گئیں انہوں نے کہا کہ اس کتاب کا جو عنوان ہے وہی بہت دلکش ہے یعنی "مفاسدِ عدم حفظِ البصر"

یعنی نظر کی حفاظت نہ کرنے کے جو مفاسد ونقصانات ہیں وہ بیان کیے گئے ہیں اور اس کا ترجمہ عربی میں کیا گیا۔ بہت مقبول ہوا، الحمدللہ!

حضرت والا کا تجربہ

ہمارے حضرت والا دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ میری زندگی کا تجربہ ہے کہ آدمی آنکھ کی حفاظت کرے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے

''قُل للمؤ منین یغُضُّوا من اَبصَارھم''

''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کہہ دیجئے ایمان والوں کو کہ اپنی بعض نگاہیں نیچا رکھیں۔''

اگر اس حکم پر عمل کرلیں تو یہ انسان پورے دین پر آجاتا ہے، اس کے لیے پورے دین پر چلنا آسان ہوجاتا ہے، اس لیے کہ آنکھ ہی سے فساد دل میں جاتا ہے۔ آنکھ دل کا دروازہ ہے دروازہ کھلا رہے گا تو ہر چور اُچکا اس کے اندر آئے گا اور اگر بند رہے گا تو صرف دوست ہی آئے گا، غیر نہیں آئے گا۔

اللہ والوں کی زیارت اور ہم نشینی

دوست آنے کا مطلب ہے کہ اس آنکھ سے اللہ والوں کی زیارت کرے، اللہ والوں کی زیارت کرے گا تو اللہ تعالیٰ کا نور دل میں آئے گا۔

ہر کہ خواہد ہمنشینی باخدا
گو نشیند باحضورِ اولیاء

جو چاہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی ہم نشینی اختیار کروں تو اللہ والوں کے پاس چلا جائے، یہی ہم نشینی آپ کو مل جائے گی۔ اس لیے کہ اللہ والوں کے تعلق مع اللہ کی مثال ایسی ہے جیسے دھوپ کا تعلق سورج کے ساتھ کہ دھوپ سورج تو نہیں ہے لیکن سورج سے جدا بھی نہیں ہے۔ دھوپ کو ہم سورج نہیں کہتے لیکن سورج سے جدا بھی نہیں کہہ سکتے تو اللہ والے اللہ تعالیٰ سے تعلق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے جدا بھی نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہر چیز کے مظاہر بنائے ہیں تو اپنے قرب کے مظاہر

اللہ والوں کو بنایا ہے کیونکہ انسان ''حس'' کا محتاج ہے جب تک کہ کوئی حسی چیز نہ ہوتو یہ انسان اس کام کو کر نہیں پاتا۔ اس لیے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر صرف تصوراتی چیز ہوگی تو وہ انسان سے جلد غائب ہو جائے گی۔ پھر ایسی ذاتِ مقدس کہ جس کو دیکھا بھی نہ ہوتو پھر اس کے بارے میں کیسے تصور قائم کرے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے ایسی حسی چیزیں پیدا کردیں کہ ان کے قرب سے اور تصور سے اللہ تعالیٰ کا قرب مل جاتا ہے۔ چنانچہ اسی راز کے تحت اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کو زمین پر رکھا کہ تم میرے گھر میں آؤ، میرے گھر کا قرب حاصل کرو، جب گھر کے قریب آؤ گے تو گھر والا بھی تمہیں مل جائے گا اور اسی لیے اللہ تعالیٰ اللہ والوں کو دنیا میں پیدا فرماتے ہیں کہ ان اللہ والوں کے پاس آؤ گے تو میں تمہیں مل جاؤں گا۔

چنانچہ ہمارے حضرت والا دامت برکاتہم فرمایا کرتے ہیں کہ حدیث شریف میں وارد ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک آدمی سے پوچھیں گے: ''بندے! میں بیمار تھا تو میری عیادت کو کیوں نہیں آیا۔''

کہے گا: ''اللہ میاں! آپ تو بیمار ہونے سے مبرّا (پاک) ہیں، آپ کب بیمار ہوسکتے ہیں؟''

فرمائیں گے ''میرا فلاں بندہ بیمار تھا، میرا فلاں دوست بیمار تھا، اگر تو اس کی عیادت کے لیے آتا تو مجھے وہیں پاتا۔''

شیخ کی محبّت سے اللہ تعالیٰ کی محبّت آتی ہے

میرے دوستو! یہ اللہ والے اسی لیے ہیں کہ ہم ان کے پاس آئیں تو خدا کا قرب ملتا ہے۔ جیسے ہمارے حضرت فرماتے ہیں کہ شیخ کی محبّت جتنی آتی جاتی ہے اُتنی ہی اللہ تعالیٰ کی محبّت آتی چلی جاتی ہے۔ شیخ کی محبّت اور اللہ تعالیٰ کی محبّت میں کوئی بُعد (فاصلہ) نہیں ہے جتنی اللہ والوں کی اور اپنے شیخ کی محبّت دل میں آتی چلی جاتی ہے اتنی ہی اللہ تعالیٰ کی محبّت آتی چلی جاتی ہے۔ اسی لیے حضرت نے سفر حرمین شریفین کے موقع پر فرمایا کہ دیکھو! حضراتِ صحابہ کرام کو ہجرت کا حکم کیوں دیا گیا حالانکہ مکہ

شریف میں رہتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے گھر کا قرب حاصل تھا، ایک ایک لاکھ کی نمازیں مل رہی تھیں، لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف چلے گئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر مجھے لینا ہے تو میرے رسول ﷺ کے پاس چلے جاؤ۔ یہاں گھر ملے گا اور وہاں گھر والا ملے گا، اس لیے ہجرت فرض کر دی گئی کہ ہجرت کر کے مدینہ شریف چلے جاؤ، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہو، میرے پیغمبر کی صحبت اُٹھاؤ۔

صحابیت صحابہؓ کا سب سے بڑا اعزاز

اس لیے صحابہ کرامؓ کے جتنے اعزازت ہیں اس میں سب سے اونچا اعزاز صحابی ہونا ہے حالانکہ صحابہؓ میں مفسّر بھی ہیں، محدث بھی ہیں، قاری بھی ہیں، حافظ بھی ہیں یعنی جتنے بھی دینی القاب ہیں مفتی ہیں، فقیہ ہیں، مجتہد ہیں، سب کچھ ہیں لیکن ان کو صحابی کہا جاتا ہے یعنی تمام فضیلتوں میں سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ انہوں نے پیغمبر علیہ السّلام کو دیکھا اور صحبت اُٹھائی اور آپ نے فرمایا تم میں سب سے افضل وہ ہے جس نے میری صحبت اُٹھائی پھر وہ ہیں جنہوں نے ان میرے صحبت یافتہ لوگوں کی صحبت اُٹھائی ہے، پھر وہ ہیں جنہوں نے آ کر ان کی صحبت اُٹھائی، اس لیے آپ نے تین زمانوں کو ''خیر القرون'' قرار دیا۔

اسی لیے ہمارے حضرت نے فرمایا کہ دین کے پھیلنے کی ابتدا صحبت ہی سے ہوئی ہے۔ حضراتِ صحابہ کرام کوئی پڑھے ہوئے نہیں تھے کہ یونیورسٹیوں یا مدرسوں کے پڑھے ہوئے ہوں، پیغمبر علیہ السّلام کی صحبت اُٹھاتے تھے اور وہیں سے آپ ﷺ سے ادائیں سیکھ کے چلے جاتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا قرب اور محبّت اور اللہ تعالیٰ کے لیے قربانی دینا یہ ساری چیزیں صحابہ کرامؓ پیغمبر علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی صحبت سے لے کر جاتے تھے کیونکہ صحبت سے جو دین سیکھا جاتا ہے وہ مضبوط و مستند ہوتا ہے۔ جیسے علمی بات بتائی جائے تو سمجھنے میں غلطی بھی ہو جاتی ہے لیکن عملی چیز جو دیکھی جاتی ہے اس میں رسوخ ہوتا ہے۔

ایک امام صاحب کا نماز میں ہلنا

ایک امام صاحب تھے جو اردو ترجموں سے حدیث سمجھا کرتے تھے تو انہوں نے ایک حدیث کا ترجمہ دیکھا ''مَن امَّ قومًا فلیخفّف'' '' کہ جو کسی قوم کی امامت کرائے تو ہلکی کرائے۔''

اب وہ اردو پڑھے ہوئے تھے اور پورے عالم تو تھے نہیں اور نہ کسی عالم کی انہوں نے صحبت اُٹھائی تھی پرانی اردو میں '' ے'' لکھتے تھے تو ہلکی کو ہلکے لکھا ہوا تھا تو صبح فجر کی نماز پڑھانے آئے تو نماز میں کبھی دائیں جارہے ہیں، کبھی بائیں جارہے ہیں تو مقتدی پریشان ہو گئے کہ آج امام صاحب پر کوئی حال طاری ہو گیا ہے۔ نماز کے بعد عرض کیا کہ حضور! آج آپ نے کیسی نماز پڑھائی، آپ دائیں بائیں ہل رہے تھے۔ کہا کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔ لوگوں نے کہا ہمیں بھی حدیث دکھا دو تو حدیث کا ترجمہ لائے۔ اس میں لکھا تھا کہ جو امامت کرائے وہ ہلکی نماز پڑھائے تو وہ امام صاحب ہلکی کو ''ہل کے'' پڑھنے لگے کہ ہلکے امامت کرائے کہ آدمی پوری نماز میں ہلتا رہے تو وہ ہل ہل کے امامت کرا رہے تھے۔

ترجمہ سے قرآن وحدیث سمجھنا

اس لیے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ یہ جو صرف ترجموں سے کام کرتے ہیں۔ اس پر حضرت تھانویؒ نے ایک واقعہ نقل فرمایا کہ ایک انگریز تھا، اس کا ایک ہندوستانی نوکر تھا۔ وہ نوکر اپنے پاس ایک ڈکشنری رکھتا تھا جس میں وہ اردو انگلش کے معانی تلاش کرتا رہتا۔ ایک دن اس صاحب کو کھانسی ہوگئی۔ وہ صاحب حکیم صاحب کے پاس گیا۔ حکیم صاحب نے مشورہ دیا کہ آپ گدھی کا دودھ استعمال کریں۔ یہ آپ کی کھانسی کو مفید ہے اور نسخہ بھی بنا کر دیا کہ یہ گدھی کے دودھ کے ساتھ لینا ہے۔ اب اس نے نوکر سے کہا کہ Donkey لے آؤ۔ اس نے ترجمہ دیکھا، اس میں لکھا تھا ''گدھا''۔ وہ جلدی سے گیا اور مارکیٹ سے گدھا لے آیا۔ اب

صاحب سمجھا رہا ہے انگریزی میں اور نوکر کو اتنی انگریزی تو آتی نہیں تھی، چھوٹے موٹے الفاظ آتے تھے۔ اب وہ بڑا سمجھانے کی کوشش کر رہا ہے کہ بھئی! یہ تو میرے کام کا نہیں، مجھے تو دودھ نکالنا ہے، اب ہم اس گدھے کا کیسے دودھ نکالیں گے۔ بہت پریشان، اب اتنے میں میم صاحب آ گئیں۔ تو میم نے آ کر مسئلہ حل کیا اور کہا یہ صاحب جیسا ہے ہمارے جیسا لاؤ۔

اس لیے میرے دوستو! جو دین صحبت کے ذریعے سیکھا جاتا ہے اس دین میں یہ تصوراتی چیزیں نہیں چلتیں کہ جی! مجھے یوں سمجھ آیا کیونکہ جب شیخ کے ساتھ رہے گا، اللہ والوں کے ساتھ رہے گا، وہ جو عمل کریں گے ویسا عمل کرے گا، وہ جیسے بولیں گے یہ بھی ایسا بولے گا، اپنی آنکھوں سے دیکھے گا، کانوں سے سنے گا اور سمجھے گا تو اس کے کسی عمل میں کسی قسم کے ابہام اور شبے کا شکار نہیں ہوگا۔

صحابہؓ نے صحبتِ نبوی سے دین سیکھا

اس لیے اسلام کا پہلا طبقہ صحابہ کرام تھا وہ جو عمل کرتے تھے ان کو کوئی اشکال نہیں ہوتا تھا کہ کیسے کرنا ہے۔ وہ کہتے تھے میں نے پیغمبر علیہ السّلام کو ایسے کرتے دیکھا تھا لہٰذا میں بھی ایسے ہی کروں گا۔ چنانچہ یہ صحابہؓ کی خاص ادا ہے کہ جس صحابی نے پیغمبر علیہ السّلام کو جس حالت میں دیکھا اس نے زندگی بھر اس عمل کو نہیں چھوڑا۔

جیسے ایک صحابی حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حدیث کی کتابوں میں موجود ہے کہ جب وہ بچے تھے، اذان کی نقل کرتے تھے۔ پیغمبر علیہ السّلام نے ان کو پکڑوایا۔ آپ ایک غزوے میں جا رہے تھے، اذان کا وقت ہوا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی تو محلے کے بچوں نے اس کی نقل اُتاری۔ اس میں ابو محذورہ پیش پیش تھے اور بھاگ گئے۔ آپ نے ان کو پکڑوایا اور ان کو بلا کر بٹھایا اور پوچھا کہ آپ میں سے اونچی آواز کس کی تھی۔ انہوں نے کہا اس کی تھی کیونکہ بچے اس میں بہت سادہ ہوتے ہیں، فوراً شکایت لگا دیتے ہیں کہ جی فلانے کی تھی، اپنی جان چھڑانے کے لیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچھا! اذان سناؤ۔'' اس نے اللہ

اکبراللہ اکبر تو خوب زور سے کہا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو تو وہ مانتے تھے لیکن جب اشہد ان لا الہ الا اللہ کی باری آئی اور اشہد ان محمد ارسول اللہ کی باری آئی تو اس نے وہاں آواز دبالی کیونکہ اس کے عقیدے کے خلاف تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان الفاظ کو زور سے کہو۔''

ابومحذورہ کہتے ہیں کہ جب میں نے زور سے آواز نکالی تو میرے دل میں کلمہ اُترتا چلا گیا۔ یہی راز تھا کہ اس سے ان کلمات کو زور سے کہلوایا تو دل میں کلمہ اُترا۔ جونہی اذان پوری کی کہا کہ حضرت! اپنا ہاتھ بڑھائیں اور مجھے مسلمان کر لیجئے اور کہا حضرت! یہ جو کالا آدمی ہے (وہ تو نہیں جانتے تھے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کیا ڈیوٹی دیتے ہیں) یہ کیا ڈیوٹی دیتا ہے۔ فرمایا یہ اذان دیتا ہے۔ کہا کہ حضرت! میری بھی کہیں ڈیوٹی لگا دیں۔ فرمایا مکہ میں تیری ڈیوٹی ہے، مکہ میں تو اذان دیا کر۔ چنانچہ سب سے پہلے جو مکہ میں مؤذن بنے وہ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ تھے لیکن جب وہ مکہ شریف میں اذان دیتے تھے تو شہادتین کو چار مرتبہ کہتے تھے۔ کسی نے کہا کہ بھئی! آپ یہ کیا کرتے ہیں؟ حضرت بلال رض اللہ عنہ رات دن اذان دیتے ہیں، شہادتین دو دو بار پڑھتے ہیں، آپ چار بار پڑھتے ہیں؟ فرمایا میں نے تو پیغمبر علیہ السلام سے ایسا ہی سیکھا ہے، میں تو چھوڑنے کو تیار نہیں ہوں۔

دین سیکھنے کے لیے اللہ والوں کی صحبت ضروری ہے

میرے دوستو! اللہ والوں کی صحبت سے جو دین سیکھا جاتا ہے اس میں ابہام اور اشکال نہیں ہوتا ورنہ آدمی سمجھنے میں غلطی کر سکتا ہے۔ اب بتائیے کتنی باتیں آدمی غلط سمجھ لیتا ہے۔ قرآن پڑھ رہا ہے، غلط سمجھ رہا ہے، حدیث پڑھتے ہوئے غلط سمجھ رہا ہے، غلط مطلب اس میں سے نکال رہا ہے لیکن اگر صحبت اُٹھائے گا تو اپنے شیخ کو عمل کرتے ہوئے دیکھے گا بس پھر اس کو کوئی اشکال پیش نہیں آئے گا۔

اس لیے ہمارے حضرت والا فرماتے ہیں جو دین کی ابتدا ہوئی وہ صحبت کے ذریعے ہوئی ہے۔ سب سے شارٹ کٹ راستہ اور آسان راستہ یہی ہے کہ اللہ والوں

کی صحبت اختیار کرلو۔ اللہ تعالیٰ علم و روحانیت سب کچھ عطا فرما دیں گے۔ علم بھی آ جاتا ہے ان اللہ والوں کی جوتیاں اُٹھانے سے بلکہ ہمارے حضرت والا نے تو یہاں تک فرمایا ہے، فرمایا کہ حدیث شریف میں جو آتا ہے کہ

''المرءُ علٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ'' ''آدمی اپنے خلیل کے دین پر ہوتا ہے۔''

''خلیل'' کہتے ہیں دل کی یاری جس سے ہوتی ہے، خُلّت کہتے ہیں دل کی یاری کو، ظاہری یاری کو خلت نہیں کہتے۔ ویسے تو ظاہری یاریاں کتنی ہوتی ہیں لیکن جب جوتے پڑتے ہیں سب چھوڑ کے بھاگ جاتے ہیں۔

ہمارے بہاولنگر میں ایک قصہ ہوا۔ بڑے عاشق معشوق مشہور تھے۔ اب کیا ہوا کہ جب معشوق کے جوتے پڑے تو عاشق کے خلاف ہی بیان دے دیا کہ جی! مجھے تو اغوا کر کے لے گیا تھا۔

فاسق وفاجر اللہ تعالیٰ کا بے وفا بندہ ہے

میں نوجوانوں سے کہتا ہوں کہ ان سے دل لگاؤ گے؟ اگر کسی نے وفا کرنی ہے تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اپنے خالق سے وفا کر کے دیکھو جو خالق ہے، مالک ہے، رزاق ہے، سب کچھ ہے۔

اس لیے ہمارے حضرت والا کی یہ بات آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے اور میں ہر جگہ کہتا ہوں، حضرت والا نے فرمایا جو فاسق فاجر ہے وہ خدا کا باوفا نہیں، آپ کا باوفا کیسے بنے گا۔

جو فاسق فاجر ہے وہ اللہ تعالیٰ کا باوفا نہیں ہے جس نے اس کو پیدا کیا، اس کے ماں باپ کو بنایا، روٹی رزق دیتا ہے، زمین اس کی آسمان اُس کا جب وہ اس کا باوفا نہیں ہے تو وہ آپ کے ساتھ کیسے وفا کرے گا؟ لوگ معاملات کر لیتے ہیں اور دین داری نہیں دیکھتے۔ پھر کہتے ہیں جی اس نے بڑی سخت چوٹ لگائی، میں برباد ہو گیا۔ بھئی! اس بے دین کے ساتھ معاملہ کیوں کیا؟ جب وہ خدا کا وفادار نہیں تو آپ کا باوفا وہ کہاں سے ہو جاتا؟

میرے دوستو! حضرت والا نے فرمایا "المرء علی دین خلیلہ" آدمی اپنے خلیل کے دین پر ہوتا ہے یعنی جس کے ساتھ دل کی یاری ہے دل کی دوستی ہے۔ اور فرمایا "فَلْیَنْظُرْ من یُّخَالِل" ذرا دیکھو تو سہی تم دوستی کس کے ساتھ کر رہے ہو؟ ذرا دیکھو تو سہی کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ تمہیں لے ڈوبے۔

یا ویلتیٰ لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا

چنانچہ قرآن مجید نے واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک کافر نے پورے قبیلے کی دعوت کی۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نہیں کھاؤں گا ان کے ہاں یہ بڑا عیب تھا کہ مہمان آئے اور کھائے نہ جائے۔ کہا جی! اگر ایسا ہوا تو میں تو ذلیل وخوار ہو جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے قریب آؤ، کان میں کہا کہ تم کلمہ پڑھو گے تو میں کھاؤں گا۔

اس نے کہا کہ ٹھیک ہے جی! میں کلمہ پڑھ لیتا ہوں لیکن آپ میرے دسترخوان پر نوش فرمائیں۔ اب کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے روشنی دے دی۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام چلے گئے تو اس کے دوست کو پتہ چلا جو کافر تھا، اس نے کہا تیری میری یاری تب قائم رہے گی کہ تو انکار کر نہ صرف انکار کر بلکہ چہرۂ اقدس پر تھوک (نعوذ باللہ) اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو تیری میری یاری ختم۔ اب دوستی تھی نا اس کے ساتھ! اس نے یہی حرکت کی پیغمبر علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے اور اس نے آ کر تھوکا۔ قرآن مجید نے اس کے واقعے کو بیان کیا ہے کہ قیامت کا دن جب ہو گا تو کہے گا "یا ویلتیٰ لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا" "کاش! میں فلاں کو اپنا دوست نہ بناتا کہ آج میں جہنم کا ایندھن بن رہا ہوں اس بدبخت کی وجہ سے۔" جبکہ میں ہدایت کے راستے پر آ گیا تھا۔ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے: "فَلْیَنْظُرْ من یُّخَالِل"

مرید کا شیخ سے تعلق اور اس کی مثال

دل شیخ کے دل سے چپک جائے اور اتنا چپک جائے جس طرح بچہ ماں سے

چمٹ جاتا ہے اور دودھ پیتا ہے۔ جب اس طرح شیخ کے ساتھ تعلق مضبوط ہو جائے تو میرے حضرت نے فرمایا کہ یہ شیخ کی ادائیں، شیخ کا علم، شیخ کی روحانیت، شیخ کا تعلق مع اللہ، شیخ کا ظاہر و باطن سب اس مرید میں منتقل ہو جاتا ہے۔ اگر نہیں ہو رہا ہے تو حضرت نے فرمایا اس کا مطلب ہے اس کے سہیل خَلت میں کمی پائی جاتی ہے۔ یہ ڈنڈی مار رہا ہے، یاری بھی لگائی ہے لیکن کچھ نالائقی بھی کر رہا ہے۔ بھئی! اللہ والے تو دریا اور سمندر ہیں یہ تو میرا اور آپ کا کام ہے کہ ہم ان سے فیض اُٹھائیں۔ دریا سمندر کو کیا ہے، دریا سمندر تو چل رہا ہے۔ اس لیے میں پنجاب میں مثال دیا کرتا ہوں کہ! مرید کا شیخ سے تعلق رکھنا ایسا ہے جیسے مین لائن میں اپنی تار لگالینا۔ مین لائن میں تار لگاؤ گے تو گھر میں بجلی آئے گی۔ اب مین لائن کا کیا قصور ہے، اگر آپ تار ہی نہ لگائیں اور آپ چیختے پھریں میرے گھر میں اندھیرا ہے، میرے گھر میں اندھیرا ہے۔ آپ سے پوچھا جائے کہ بھئی! تار بھی لگائی ہے یا نہیں؟ تو کہے کہ تار تو نہیں لگائی اور بجلی مین تار سے گزر رہی ہے۔ بھئی! اب خود تو آنے والی نہیں ہے، آپ کو تار لگانی پڑے گی۔

جیسے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص آتا تھا کہ حضرت دعا کر دیجئے بچہ ہو جائے۔ ایک سال دو سال تین سال ہو گئے۔ اب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی دعاؤں پر بڑا اعتماد تھا، اللہ والوں کو اپنی دعاؤں پر اعتماد کیوں ہوتا ہے؟ یہ اسی طرح ہے کہ جس طرح کسی افسر کے پاس کوئی آدمی آتا جاتا رہتا ہے، مثلاً تھانہ کچہری آتا جاتا رہتا ہے تو اس کو کسی کی سفارش کرنے میں ایک خاص قسم کا اعتماد ہوتا ہے کیونکہ اس کو پتہ ہے کہ میں دوست ہوں، آتا جاتا ہوں تو وہ بڑے اعتماد کے ساتھ جیسے پنجاب میں کہتے ہیں بڑے مان کے ساتھ سفارش کرتا ہے اور اگلا بھی کہتا ہے یار! تو نے بڑے مان سے بات کی ہے، میں بھی تیرا مان نہیں توڑتا، تیری بات مانتا ہوں۔ اللہ والے دربارِ الٰہی میں چونکہ آتے جاتے رہتے ہیں، اس لیے جب دعا کرتے ہیں تو مان کے ساتھ کرتے ہیں اور اللہ

تعالیٰ مان جاتے ہیں۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بڑا اعتماد تھا، پھر وہ دوسرے سال آیا، تیسرے سال آیا۔ حضرت نے جھنجھلا کر فرمایا کہ بھئی! کتنی دعا مانگ رہے ہیں، تیرے گھر بچہ کیوں نہیں ہو رہا ہے؟ پھر حضرت نے پوچھا کہ تیری شادی کو کتنا عرصہ ہوا ہے؟ کہنے لگا کہ حضرت! ابھی شادی ہی نہیں کی۔ فرمایا ارے بھئی! کیا بچہ تیرے پیٹ سے نکلے گا۔

مریدین کے کرنے کا کام

میرے دوستو! مرید کا کام ہے کہ مین تار میں تار لگائے اور اپنے دل کے بلب کو روشن کرے، یہ مرید کا کام ہے۔ لوگ کہتے ہیں ہمیں فیض نہیں پہنچ رہا، اپنی بے قاعدگی کی وجہ سے نہیں پہنچ رہا یا تو تعلق کمزور ہے یا تعلق تو صحیح ہے لیکن آنے والی روشنی پر کالا کپڑا گناہوں کا چڑھایا ہوا ہے۔ آپ اگر بلب کے اوپر کالا کپڑا چڑھا دیں تو اس کی روشنی مدھم پڑ جاتی ہے اور بلکہ کبھی روشنی بالکل ختم ہو جاتی ہے تو بلب تو جل رہا ہے، روشنی تو آرہی ہے لیکن آپ نے گناہوں کا کالا کپڑا اس کے اوپر جو چڑھا دیا ہے، اس وجہ سے اب اس کی روشنی آپ کو محسوس نہیں ہو رہی اور فائدہ نہیں پہنچا رہی۔ شیخ کا فیض تو آتا ہے لیکن آگے سالک گناہوں میں مبتلا ہے، گناہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے آپ نے سلسلہ منقطع کر دیا۔ اپنی تار مین لائن سے کاٹ دی، کیسے وہاں سے بجلی آئے گی؟ اور اگر گناہ کرتا ہے تو پھر فیض کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ کلمہ بھی دب جاتا ہے۔

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ سے کلمہ طیبہ کے بارے میں سوال

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ حضرت! حدیث شریف میں پیغمبر علیہ السّلام نے فرمایا کہ کلمہ طیبہ جنت کی کنجی ہے تو پھر کلمہ پڑھنے والے جہنم میں کیوں جائیں گے۔ حضرت نے بڑی پیاری مثال دی، فرمایا کہ دیکھو! پانی اپنی طبیعت کے اعتبار سے ٹھنڈا ہوتا ہے، آپ جتنا گرم کرلیں پھر چھوڑ دیں ٹھنڈا ہو جائے گا یعنی اپنی طبیعت پر واپس چلا جاتا ہے تو پانی اپنی طبیعت کے اعتبار سے ٹھنڈا

ہوتا ہے لیکن آپ اس کو چولہے پر رکھتے ہیں تو وہ آگ کی مثل ہو جاتا ہے بلکہ آگ سے زیادہ خطرناک بن جاتا ہے۔ پھر پوچھا جائے کہ پانی تو ٹھنڈا ہوتا ہے، یہ گرم کیوں ہو گیا تو کہا جائے گا آگ نے اس پر قبضہ کرلیا ہے۔ یہ اب قبضہ گروپ کے ہاتھ میں آ گیا ہے، اس لیے بیچارہ اپنی اصل کو ظاہر نہیں کر پا رہا ہے۔ آپ یہ قبضہ گروپ (آگ) ہٹائیے پھر دیکھئے پانی کیسے ٹھنڈا ہوتا ہے۔

حضرت شیخ الہند نے فرمایا کلمہ اپنی خاصیت کے اعتبار سے پڑھنے والے کو جنت میں لے جانے والا ہے لیکن جب مؤمن گناہ کرتا ہے تو کلمہ کے اثر وخاصیت کو گناہ چھپا لیتا ہے تو پھر اس کو جہنم میں ڈالا جائے گا اور جہنم میں اُس کی تہذیب ہوگی۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مؤمن کو تعذیب نہیں ہوگی، تہذیب ہوگی یعنی ڈرائی کلیننگ ہوگی کیوں کہ وہاں سے دولہا بن کے نہیں آیا تھا، یہاں جوتے مار کے دولہا بنایا جائے گا۔

اللہ والوں کے بیوٹی پارلر میں اگر دولہا بن کے آتا تو سیدھا جاتے ہی حوروں سے لپٹتا اور چمٹتا لیکن جب نہیں بن کر آیا تو پھر اس کی ڈرائی کلینگ تو کرنی ہے نا؟ کسی کے گھر بارات آجائے اور دولہا ویسے ہی گندہ منہ لے کر وہاں آجائے تو پھر اس کا جو حال ہوگا ظاہر ہے۔ جب اس کو جہنم میں ڈالا جائے گا، اس سے اس کے گناہ جھڑ جائیں گے، جب گناہ جھڑ جائیں گے تو کلمہ اپنا اثر ظاہر کرے گا اور پھر کھینچ کے جنت میں لے جائے گا جس طرح پانی سے آپ نے آگ ہٹائی ٹھنڈا ہو گیا، دوبارہ اسی طرح کلمہ اپنا اثر دکھاتا ہے۔

راہ سلوک میں چند اہم باتیں

چند باتیں میں عرض کرتا ہوں کہ حضرت والا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے قلب میں بٹھلائیں اور ان کا مجھے زندگی میں بے پناہ فائدہ ہوا

پہلی بات (مقصود ذاتِ شیخ ہو)

ایک بات یہ کہ خانقاہ میں شیخ کی ذات مقصود ہو ادھر ادھر کے تعلّقات مقصود نہ ہوں اس وقت ہم اتنا احتیاط کرتے تھے تعلّقات بنانے سے کہ حضرت والا کے دل میں یہ بات نہ آجائے کہ ہم تعلّقات لگانے آتے ہیں یا کسی اور کام کی غرض سے آتے ہیں یہاں خانقاہ سے پیدل چل کر بھٹّی پارک سٹاپ پر جاتے تھے اور وہاں سے بس پر بنوری ٹاؤن جاتے تھے تو یہاں سے بہت سے ساتھی جنکے پاس کاریں ہوتی تھیں وہ ہمیں کہتے تھے کہ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ ہم اسٹاپ پر اتار دینگے تو ہم صرف اس خوف سے کہ حضرت والا کے علم میں یہ بات آجائے گی اور آپ کو یہ خیال نہ ہو کہ ہم امیر لوگوں کے ساتھ تعلّق بنانے آتے ہیں اسکے ساتھ نہ بیٹھتے تھے بلکہ پیدل ہی جاتے تھے پھر جب حضرت والا نے اعلان فرمایا رنگون کے سفر کے بعد اور فقیر کے بارے میں کلمات خیر ارشاد فرمائے اور تعارف میں بندہ کو شیخ الحدیث فرمایا تو بندہ عرض کرتا ہے کہ ہم تو کچھ بھی نہیں لیکن جب حضرت والا نے فرما دیا تو انشا اللہ حقیقت بھی نصیب ہو جائے گی تو جب حضرت والا نے تعارف کرایا تو پھر دوست بھی محبّت کرنے لگے بلکہ بعض احباب سے حضرت والا نے یہ بھی فرمایا کہ مولانا کراچی میں میرے مہمان ہوتے ہیں لیکن خدمت اور دیکھ بھال آپ کیا کریں پھر حضرت نے بھی اجازت دیدی میں حضرت والا کی ان نوازشوں کو سرمایہ سعادت سمجھتا ہوں۔

تو بندہ عرض کر رہا تھا کہ خانقاہ میں شیخ مقصود ہونا چاہیے تب انسان کو نفع ہوتا ہے اگر کوئی خانقاہ میں آئے اور دوسری چیزوں میں مشغول ہو جائے تو وہ محروم رہے گا بلکہ لوگ آتے ہی عیب تلاش کرنا شروع کر دیتے ہیں جیسا کہ ایک آدمی نظام الدین گیا واپس آکر کسی بزرگ سے کہا کہ وہاں یہ خرابی ہے وہ خرابی ہے اس نے عیبوں کی فہرست بنا کر دی تو وہ بزرگ جن کو وہ یہ بات بتلا رہا تھا انھوں نے فرمایا کہ بھائی بات یہ ہے کہ چمن میں بلبل جاتی ہے تو اسکی نظر پھولوں پر ہوتی ہے کہ پھول کیسا ہے وہ انہیں سے فائدہ حاصل کرتی ہے اور سور بھی جاتا ہے وہ گندگی تلاش کرتا ہے کہ گندگی کہاں

ہےتو وہ گندگی کہیں کونے کھدرے میں پڑی ہوتو وہ نہ صرف اپنے ذوق کی تسکین حاصل کرتا ہے بلکہ پورے چمن میں اسکو پھیلا دیتا ہے۔

شیطان کا حملہ

شیطان کا حملہ ایسی جگہ زیادہ ہوتا ہے جہاں خیر کا کام ہو رہا ہو شیطان ایسی جگہوں سے لوگوں کو دور رکھنے کیلئے پورا زور لگاتا ہے جیسے ایک بزرگ سے ایک آدمی نے کہا کہ میں نماز پڑھتا ہوں تو مجھے بہت وسوسے آتے ہیں اور یہ ہندو دو،دو گھنٹے بتوں کے سامنے مراقبہ میں رہتے ہیں ان کوتو کچھ بھی نہیں ہوتا تو اس بزرگ نے کہا کہ بھائی کوئی بھنگن اپنے سر کے اوپر گندگی کا ٹوکرا لاد کر گندگی کما کر جا رہی ہو جیسے پہلے زمانے میں گھروں میں کھڈیاں ہوتی تھی اور وہ کما کر لے جاتے تھے بھنگن اور بھنگی تو وہ اپنے سر پر گندگی لے جا رہی ہو اور راستے میں ڈاکو بیٹھے ہوں تو وہ ایک آنکھ اٹھا کر بھی اسکو نہیں دیکھیں گےاور اگر کوئی خاتون زیورات پہن کر جا رہی ہوتو فوراً ڈاکہ ماریں گے،تو ہندو جو اپنے جھوٹے بتوں کی عبادت میں لگے ہوئے ہیں وہ تو شیطان کے اپنے کام لگے ہوئے ہیں اسکے اندر تو وہ اور مزہ پیدا کر دیتا ہے لیکن قیمتی مال تو مسلمان کے پاس ہے جب نماز پڑھتا ہے اللہ اللہ کرتا ہے اللہ والوں کی صحبت میں آتا ہے تو یہاں وہ ڈاکہ مارتا ہے تاکہ یہ فائدہ حاصل نہ کر سکے اور یہ گمراہ ہو جائے تو انسان کو چاہیے کہ جب اللہ والوں کے پاس آئے تو انہیں سامنے رکھ کر استفادہ کی کوشش کرے تو انشا اللہ کامران وبامراد ہوگا۔

شیخ کا عاشق ہو،نہ کہ بیان کا

سالک کو چاہئے کہ شیخ کا عاشق ہو اور اسکے دیدار کو غنیمت اور نعمت عظمیٰ سمجھے حضرت والا کے پاس فون آیا کہ حضرت آپکا آج بیان ہوگا کہ نہیں تو حضرت والا نے خوب اصلاح فرمائی اور فرمایا یہ کہو کہ آج ملاقات ہوگی یا نہیں یہ نہ کہو کہ بیان ہوگا کہ نہیں کیونکہ ان اللہ والوں کی تو ملاقات ہی کافی ہے۔دراصل ہم میں اہلُ اللہ کا عشق

نہیں ہے ورنہ خواجہ مجذوب کتنی دور سے سفر کر کے آئے اور حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ بیان القرآن تفسیر لکھ رہے تھے اور حضرت کا وہ وقت تصنیف کا تھا وہ آئے تو حضرت کو بالکل تکلیف نہیں دی اور باہر سے بالاخانے پر زیارت کی اور واپس چلے گئے اور اسی وقت دوسری گاڑی سے کئی سو میل کا سفر کر کے واپس تشریف لے گئے۔

عشق کی کرامت

یہ عشق ہے جب انسان میں عشق پیدا ہو جاتا ہے تو ایک لمحے میں وہ چیز حاصل کر لیتا ہے جو دوسروں کو سالوں میں حاصل نہیں ہوتی اویس قرنی کا آپ ﷺ کے ساتھ تعلق عشق کا تھا قرن (یمن) میں ہی آپکا سارا فیض پہنچ گیا انکی مجبوریوں نے ان کو دربارِ رسالت مآب ﷺ میں نہ آنے دیا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے قرن کی جانب سے اللہ تعالیٰ کی خوشبو آتی ہے۔

جہاں دل وہاں حاضری

معمولی عوارض کی وجہ سے شیخ کے دیدار سے محروم نہ ہو۔ ہاں اگر کوئی بڑی مجبوری عارض ہو جائے تو دل پھر بھی شیخ کی طرف لگا رہے اسی لیے میں کہا کرتا ہوں کہ حاضری وہاں شمار ہوتی ہے جہاں دل لگا ہوا ہوتا ہے اور اسکی دلیل بخاری شریف کی حدیث ہے جو آپ ﷺ نے ان سات آدمیوں کے بارے میں بیان فرمائی جو قیامت کے دن عرش کے سایہ تلے ہونگے، آپ ﷺ نے فرمایا! اسمیں ایک آدمی وہ ہوگا کہ جسکا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہو، اس سے معلوم ہوا کہ آدمی بیٹھا دوکان یا مکان پر ہے حاضری مسجد میں لگ رہی ہے اس لیے اسکو اعزاز دیا گیا ہے کہ وہ عرش کے سایہ میں ہوگا ہم کہیں بھی ہوں لیکن دل اگر شیخ کے پاس اٹکا ہوا ہوگا تو انشاء اللہ ہماری حاضری بھی وہیں ہوگی، تو قالب کو بھی لائیں اور قلب کو بھی لائیں، لیکن اگر قالب نہ آسکے کہیں کوئی مجبوری ہو جائے تو اور بات ہے۔ ہمارے جیسا جو کبھی کبھی آتا ہے تو بہت غم ہوتا ہے جب آتا ہوں یہاں پر تو ہر مجلس میں جو انوارات اور برکات اور حضرت والا کے جو

معارف ہمیں سننے کو ملتے ہیں تو سوچتا ہوں کہ ہماری غیر موجودگی میں جو علوم و معارف بیان ہوتے ہیں ہم اس سے محروم رہے دل چاہتا ہے کہ شیخ کے پاس رہ پڑیں تا کہ کوئی عرفان و محبّت کی بات رہ نہ جائے۔

اہل عشق کی جدائی بوجہ مجبوری

بخاری شریف کی حدیث میں جن سات آدمیوں کا ذکر ہے کہ عرش کے سایہ میں قیامت کے دن ہوں گے ان میں ایک طبقہ عشاق الٰہی کا ہے جن کا باہمی تعلق اللہ تعالیٰ کیلئے ہوتا ہے آپس کی محبّت صرف مولیٰ کی وجہ سے ہوتی ہے تو وہاں سرکار دو عالم ﷺ نے **اجتمعا علیہ و تفرقا** کے الفاظ مبارک ارشاد فرمائے تو حضرت والا دامت برکاتہم نے اسکی شرح میں فرمایا کہ عشاق کی جدائی میں تفرق کا لفظ آیا ہے اور تفرق کے لفظ میں تکلّف کا مادہ ہے کہ وہ بچارے تکلفاً جدا ہوتے ہیں تکلیف اٹھا کر جدا ہوتے ہیں انہیں مجبوریاں جدا کر دیتی ہیں ایسا نہیں کہ وہ خوشی سے جدا ہوتے ہیں

راہ سلوک کی دوسری اہم بات (شیخ کا قلب مکدر نہ کرنا)

شیخ کے دل کو مکدر اور میلا کرنے سے بچے۔ انشاء اللہ جو سالک اس سے بچ گیا اللہ تعالیٰ اس کو بے پناہ نفع عطا فرمائیں گے سالک مارا جاتا ہے تو انہیں وجہ سے کہ شیخ کے دل کو مکدر کر دیتا ہے۔ یاد رکھیں مشائخ اور اہل اللہ کے قلوب بہت نازک اور حساس ہوتے ہیں اور یہ غلبہ روحانیت کی وجہ سے ہوتا ہے اسی لیے بادشاہوں کی خدمت آسان ہے اہل اللہ کی خدمت مشکل ہے انکا قلب اُن چیزوں کا ادراک کرتا ہے جن کا عام آدمی ادراک نہیں کرسکتا اسی لیے اپ ﷺ نے فرمایا مومن کی فراست سے بچو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے لہٰذا ان کی نگاہ اور قلوب کے ادراکات کو اپنے اوپر قیاس مت کرو کیونکہ ہم پر تو کثافت غالب ہے اپنے جسم کی اور ان پر روحانیت غالب ہے۔ حضرت والا نے شروع سے یہ بات سمجھائی کہ شیخ سے تعلق مع اللہ حاصل کرو شیخ سے قرض یا کسی دینوی متاع کا مطالبہ یا بار بار قرض کی اسطرح دعا

کروانا جس سے محسوس ہو کہ مرید اشارہ کر رہا ہے کہ شیخ قرض ادا کرا دے یا مدرسہ مسجد کے چندہ کے لیے شیخ کو تنگ کرنا انکے دل کو مکدر کر دیتا ہے جس سے فیض رک جاتا ہے بعض اہل مدارس جب تک شیخ کے ذریعہ متعلقین کی کھال نہ اُتار لیں انہیں اطمینان نہیں ہوتا، بندہ نے خود دیکھا جب ایک مرتبہ شہید ملت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں رمضان المبارک میں حاضر ہوا حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی بندہ پر بہت شفقت تھی حضرت نے گھر کے اندر بلوا لیا جبکہ باہر بہت سے اہل مدارس بیٹھے تھے فرمایا اب باہر جاؤں گا تو ہر ایک کسی نہ کسی کو رقعہ برائے چندہ لکھنے کا مطالبہ کرے گا مجھے اس سے بڑی کوفت ہوتی ہے پھر ہنس کر مجھے مخاطب کر کے فرمایا آپ رقعہ کیوں نہیں لکھواتے تو میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ دعا فرما دیں ہم خود اس کام کے لیے انشاءاللہ کافی ہیں حضرت بہت ہنسے۔

علماء دوستوں کی خدمت میں گزارش

میں علماء دوستوں سے کہتا رہتا ہوں کہ ہم جو یہ تبصرہ کر دیتے ہیں کہ جی بس لوگ ان بزرگوں اور مشائخ کے پیچھے دوڑ رہے ہیں انکی جوتیاں اٹھا رہے ہیں انکے نام پر مر رہے ہیں انکے حکم پر اپنا مال جان لٹا رہے ہیں ان کے تو مزے ہیں تو میں کہا کرتا ہوں کہ ہمیں سوچنا چاہیے کہ آخر ان کے پاس کونسی دولت ہے جو لوگ ان پر فدا ہو رہے ہیں وہ تعلق مع اللہ کی دولت ہے ہم یہ دولت ان سے حاصل کریں انہوں نے یہ بازار سجایا ہے اور یہ دوکانِ معرفت لگائی ہے یہ دولت جو اصل دولت ہے اللہ تعالیٰ کے تعلق کی، وہ ان بزرگوں سے ملے گی وہ کیفیات جب مل جائیں گی تو اگر اللہ تعالیٰ جب چمکانا چاہیں گے تو چمکا دینگے چمکنے کی نیت بھی نہیں ہونی چاہیے یہ بھی غیر اللہ کی نیت ہے تو شیخ کے قلب کو ایسی چیزوں سے مکدر نہ کرو اسلیے حضرت نے ہمیں دعا کرانے کا طریقہ سکھلایا کہ شیخ سے یوں کہا کرو کہ تمام مقاصد حسنہ کیلیے دعا فرما دیں اس میں آپ کے تمام مقاصد حسنہ آجائیں گے۔

تیسری اہم بات (شیخ سے بدگمانی نہ کرنا)

تیسرا شیخ سے بدگمانی نہ رکھے بدگمانی رکھنے والے کی مثال حضرت شاہ ابرارالحق دامت برکاتہم ہمارے دادا پیر صاحب نے عجیب وغریب دی ہے فرمایا دیکھو جب مرکزی ٹینکی سے پانی آتا ہے تو بڑا صاف وشفاف ہوتا ہے اب کوئی شخص اسکے نیچے برتن رکھ کر مٹی کا ڈھیلا لیکر ٹونٹی کے نیچے کردے اُوپر ٹونٹی چلادے تو بالٹی میں سارا گدلا پانی جمع ہوگا اگر وہ کہے کہ ٹینکی سے مَیالہ پانی آرہا ہے تو وہ اپنی نالائقی نہیں دیکھتا مٹی کا ڈھیلا تو نے رکھا ہے پیچھے سے صاف پانی آرہا تھا اس مٹی کے ڈھیلے سے پانی مَیالہ ہوگیا اس طرح شیخ کا فیض تو صاف شفاف قلب کی ٹینکی میں پہنچتا ہے لیکن جب سالک بدگمانی کا ڈھیلا نیچے رکھ دیتا ہے تو پھر وہ فیض اسکے قلب میں جا کر مکدر ہو جاتا ہے پھر کہتے ہیں کہ جی مجھے وہ مزہ نہیں آرہا ہے جو آنا چاہیے پھر اللہ والوں پر الزام لگاتا ہے اپنی نالائقی کو نہیں دیکھتا عام مسلمانوں سے بدگمانی بھی حرام ہے مومنوں کے ساتھ تو نیک گمان کرنا چاہیے پھر اللہ والوں کے ساتھ بدگمانی تو سخت محرومی اور ذلت کا ذریعہ ہے۔

بدگمانی سے بچنے کا طریقہ

مجدد ملت حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دو شخصوں کو اہل اللہ سے بدگمانی نہیں ہوتی ایک جو بڑا عالم ہو دوسرا جو عاشق ہو پھر فرمایا بڑا عالم بننا مشکل ہے لیکن عاشق بننا آسان ہے عاشق کو محبوب سے بدگمانی نہیں ہوتی سالک کو چاہیے کہ متبع شریعت شیخ کی کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو اپنی کم علمی اور جہالت پر محمول کرے تا کہ شیخ سے بدگمانی نہ ہو۔

چوتھی اہم بات (آنکھ اور دل کو گناہ سے بچانا)

میرے دوستو! شیخ کا فیض تو ہوتا ہے لیکن جب سالک گناہ کرتا ہے اور خاص طور پر آنکھ کا گناہ کرتا ہے، دل کا گناہ کرتا ہے تو محروم رہتا ہے۔ میرے شیخ

فرماتے ہیں یہ دو گناہ سب سے خطرناک ہیں، پورے عالم میں حضرت والا کی آواز اور تجربہ یہی ہے جنہوں نے ان دو گناہوں سے حفاظت کر لی، اللہ تعالیٰ نے ان کو ولی اللہ بنا دیا۔ کوئی لمبا چوڑا کام نہیں کیا، آنکھ کو بچا لیا، دل بچا لیا کیونکہ دل میں گناہوں کی فیلڈ بنانا اور پرانے گناہوں کو یاد کرنا اور پھر نفس کے ہتھے چڑھ جانا سخت مضر ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ پُرانے گناہ اس لیے یاد کرتے ہیں کہ ہمیں رونا آئے۔ ہمارے حضرت فرماتے ہیں ہم گناہ کو یاد کرنے کے لیے نہیں ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کے لیے ہیں۔ بس توبہ کر لی کافی ہے۔ صرف اجمالی طور پر سوچے کہ ہم گنہگار ہیں، ویسے بھی آدمی کو چاہیے کہ ہر وقت اپنے کو گنہگار سمجھے۔

ہمارے دادا پیر ہمارے حضرت کے شیخ و مرشد حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ پر ایسا غلبہ تھا کہ ہر تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد آسمان کی طرف منہ کر کے کہتے تھے میاں معاف کر دیجئے، میاں معاف فرما دیجئے۔ دیکھئے! اللہ والا جتنا اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا جاتا ہے، اپنا کچھ نہ ہونا اس پر ظاہر ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہ اپنے کو کچھ سمجھنا دلیل ہے اس بات کہ قربِ الٰہی سے محروم ہے یعنی اس ٹمٹماتے چراغ کی طرح ہے جو اندھیری رات میں روشن ہے لیکن جب سورج نکلتا ہے تو پھر وہ چراغ بھی اپنا وجود بھی گم کر بیٹھتا ہے، بل تو رہا ہے لیکن لوگ کہتے ہیں یہ بل ہی نہیں رہا حالانکہ وہ بل رہا ہے۔ بالکل اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کی عظمت بندے پر کھل جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کی عظمت کا سورج جب بندے کے دل میں طلوع ہوتا ہے تو وہ بندہ کچھ بھی نہیں رہتا۔ پھر وہ اپنی جان کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ کہاں میں اور کہاں اللہ تعالیٰ، یہ ان کا فضل و کرم ہے کہ جس نے اپنے دربار میں ہم کو قبول کر رکھا ہے۔

وحدت الوجود کا مطلب

یہی وحدت الوجود ہے۔ وحدت الوجود کا کیا مطلب ہے؟ اس کی بڑی پیاری مثال دی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ ایک بستی میں ایک حافظ صاحب تھے جنہیں پندرہ سپارے یاد تھے پندرہ سپاروں کی تراویح پڑھاتا تھا۔ ہر ایک کہتا حافظ

جی! حافظ جی! اب کیا ہوا کہ وہاں پر پورا حافظ آ گیا جو پورے قرآن مجید کا حافظ تھا، اب وہ پہلا والا تو تراویح میں پندرہ سناتا اور پھر اسی پندرہ کو دھرا کر قرآن پورا کر دیتا۔ گنتی کے حساب سے پندرہ جمع پندرہ تیس ہوتے لوگ کہتے حافظ جی! حافظ جی! لیکن اب جو پورا حافظ آیا اور اس نے تراویح پورے قرآن مجید کی پڑھائی اور لوگوں نے مدتوں کے بعد قرآن کا وہ حصہ سنا جو بیچاروں نے سنا نہیں تھا تو انہوں نے اس پہلے والے کو حافظ کہنا چھوڑ دیا حالانکہ پندرہ پاروں کا حافظ تھا اور اُسی بستی میں تھا لیکن اب اس کو کوئی نہیں پوچھتا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بالکل اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کی عظمت بندے پر کھل جاتی ہے تو پھر وہ کہتا ہے میرا وجود کچھ بھی نہیں ہے، سب کچھ اللہ تعالیٰ ہے۔ بس پھر ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر نظر جاتی ہے۔ فرمایا یہ ''وحدۃ الوجود'' ہے کہ وہ ایک وجود ہے (اللہ تعالیٰ کا) جو وجود کہلانے کا مستحق ہے، ہمارا تو وجود ہی نہیں ہے اور ویسے بھی ممکن کی تعریف فلسفیوں نے یہی کی ہے ممکن کسے کہتے ہیں؟ یہ ساری دنیا ممکنات ہے، صرف اللہ تعالیٰ کی ذات واجب الوجود ہے۔ باقی ساری ممکن ہے، ممکن وہ ہے جس کا عدم اور وجود برابر ہے۔ ہم یہاں بیٹھے ہیں لیکن تحت الامکان ہیں، اب ہیں پھر نہیں ہوں گے، پہلے بھی نہیں تھے اور ایسا وقت آئے گا کہ نہیں ہوں گے۔

شرابِ محبّت الٰہی اور شرابِ دنیا میں فرق

اس لیے ہمارے حضرت والا بڑی پیاری بات فرماتے ہیں کہ دنیا کی لذتیں اور دنیا کی شراب یعنی دنیا کی حلال لذتیں ورنہ تو حضرت فرماتے ہیں یہ حرام شراب پیتے ہیں تو پیشاب آتا ہے اور گندے نالے میں گرتا ہے۔ یہ منظر تو میں نے بہاولنگر میں بھی دیکھا ہے۔ ہم اسکول کے زمانے میں اسکول جا رہے تھے، فجر کے وقت تو دیکھا کہ ایک آدمی کو تین چار نوجوان نکال رہے ہیں گندے نالے میں سے اور پورا بدن کیچڑ سے بھرا ہوا ہے۔ پوچھا: اس کو کیا ہوا؟ کہا: اس نے رات شراب پی تھی اور شراب پینے کے بعد اس کا یہ نتیجہ نکلا۔

حضرت والا فرماتے ہیں کہ (اس دنیاوی شراب سے) ایک تو عقل جاتی ہے اور پیشاب بھی آتا ہے۔ اور آسمان والی اگر پیتا ہے تو لوگ عقل لینے کے لیے آتے ہیں یہ فرق ہے۔ حضرت فرماتے ہیں ؎

میرے پینے کو دوستو سن لو
آسمانوں سے مے اُترتی ہے

حضرت والا فرماتے ہیں دنیا کی لذتوں کے آگے بھی فنا لگی ہے، اس کے پیچھے بھی فنا ہے۔ پہلے نہیں تھیں اور بعد میں بھی نہ ہوں گی، نہ ازلی ہیں نہ ابدی ہیں، نہ پہلے تھیں نہ بعد میں رہیں گی۔ اور فرمایا جنت کی نعمتیں، لذتیں ازلی نہیں ہیں لیکن ابدی ہیں۔ ان پر پہلے فنا تھی بعد میں بنیں، ہاں! اب ہمیشہ رہیں گی۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ کی قرب کی جو شراب ہے وہ ازلی بھی ہے، ابدی بھی ہے کیونکہ وہ ذاتِ الٰہی سے تعلق رکھتی ہے اور ذاتِ الٰہی ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گی۔ وہ ازلی بھی ہے، ابدی بھی ہے۔

حضرت والا دامت برکاتہم کا یہ ملفوظ بڑا عجیب وغریب ہے۔ اس پر غور کریں، اس کی باریکیوں میں اور مٹھاس میں انسان ڈوبتا چلا جاتا ہے۔ اور پھر حضرت والا فرماتے ہیں کہ جنت کی نعمتیں جس کے بارے میں ہے

''مالا عین رأت'' جن کو آنکھوں نے دیکھا نہیں اور کانوں نے سنا نہیں اور دل میں اس کا خیال تک نہیں گزر سکتا اور ایسی نعمتیں ہیں کہ کچھ نہ پوچھو!

لیکن جب اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا تو جنت کی ساری نعمتیں بھول جائے گا، کوئی نعمت یاد ہی نہ رہے گی ؎

وہ سامنے ہیں نظامِ حواس برہم ہے
نہ آرزو میں سکت ہے نہ عشق میں دم ہے
صحنِ چمن کو اپنی بہاروں پہ ناز تھا
وہ آگئے تو ساری بہاروں پہ چھاگئے

اللہ والے دروازے ہیں

میرے دوستو! اللہ والوں کی صحبت سے جو دین سیکھا جاتا ہے وہ دین کی اصل روح ہے، اس پر کوئی انگلی رکھنے کی گنجائش نہیں۔ اور ویسے بھی اللہ والوں کا تعلق بہت کام آتا ہے دنیا و آخرت دونوں میں۔

ہمارے حضرت والا نے ایک حدیث شریف کے حوالے سے خود فرمایا کہ اللہ تعالیٰ روزانہ اپنے پیاروں کے دل پر ستر بار نظرِ کرم فرماتے ہیں اور پھر ان کے دل میں جو ہوتے ہیں ایک بار ان پر نظرِ کرم فرماتے ہیں۔ بتایئے! اللہ تعالیٰ کی نظر بندے پر پڑ جائے تو بندے کا کام کیسے نہیں بنے گا؟ لیکن اس کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے وسیلہ رکھا ہے۔ اس لیے کہتے ہیں اللہ والے دروازہ ہیں، دینے والا ہاتھ تو اللہ تعالیٰ کا ہے۔ پیغمبر دروازہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا

"انّما انا قاسم واللّٰہ یُعطی"

(میں تقسیم کرنے والا ہوں دینے والی ذات اللہ کی ہے) لیکن لینے کے لیے دروازے پر ہی آنا پڑے گا۔ اللہ والے دروازے ہیں، ان باطنی نعمتوں کے جو اللہ تعالیٰ بندے کو عطا فرماتے ہیں لیکن اگر کوئی ان دروازوں سے اعراض کرے اور ان دروازوں سے دوری اختیار کرے تو دینے والا اس کو کیسے دے گا؟ بھئی! دروازے پر ہی جاؤ گے نا! کسی دروازے پر جاؤ گے، کسی شاپ پر جاؤ گے، کسی دکان پر جاؤ گے تبھی جا کر وہ چیز ملے گی۔ حضرت والا فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ بڑی سیدھا سادھی مثال دیتے تھے کہ بھئی! آلو ملتا ہے آلو والوں سے، امرود ملتا ہے امرود والوں سے، مچھلی ملتی ہے مچھلی والوں سے، کباب ملتا ہے کباب والوں سے، اللہ ملتا ہے اللہ والوں سے۔ کیسی سادھی دلیل ہے۔ اگر اللہ لینا ہے تو اللہ والوں کے پاس آؤ۔

قلب پر سکینہ اور تجلّیات کے نزول کی حکمت

حضرت والا دامت برکاتہم ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وانزل السکینۃ فی قلوب المؤمنین (سورۃ الفتح) کہ اللہ تعالیٰ نے سکینہ نازل فرمایا مومنوں کے قلوب پر اسی طرح تجلّیات الٰہیہ اور انوار ربانی بھی قلب انسانی پر نازل ہوتی ہیں وجہ اسکی یہ ہے کہ قلب میں جس چیز کا اثر ہوتا ہے وہ خون کے ذریعے پورے جسم میں منتقل ہو جاتا ہے اور جسم ایک ایک جز ءاور بال بال تک پہنچ جاتا ہے تو جب قلب پر سکون اور نور الٰہی اترتا ہے تو وہ خون کے ذریعے جسم کے رگ وریشہ میں پہنچ جاتا ہے تو وہ شخص سراپا سکون اور مجسّمہ نور بن جاتا ہے اور اسکے جسم کے ایک ایک جز ءسے نور پھوٹتا نظر آتا ہے پھر سکون اور نور کے اس قدر آثرات ہوتے ہیں کہ اس کے پاس بیٹھنے والے بھی سکون حاصل کرتے ہیں اور حامل نور ہو جاتے ہیں۔

دارالخلافہ اور سرحد

میرے محترم بزرگو اور دوستو آنکھیں سرحد ہیں اور دل دارالخلافہ ہے اور جس ملک کی سرحد پر پہرہ مضبوط ہوتا ہے اسکا دارالخلافہ اور شہر محفوظ رہتے ہیں اگر سرحد کمزور ہے تو پھر دارالخلافہ دشمن کے حملے سے محفوظ نہیں رہ سکتا، میرے دوستو جس شخص کی آنکھ محفوظ ہے اسکا دل بھی غیر اللہ سے محفوظ رہے گا اور جو شخص آنکھ کی حفاظت نہیں کرتا تو اسکا دل بھی غیر اللہ کے حملوں کی وجہ سے اُجڑا ہوا ہے ایک بزرگ نے کیا خوب کہا ہے۔

بد نگاہی سے بنتا صنم خانہ تھا
اب تو کرتا ہے دل رب کی مہمانیاں
بدنگاہی سے برباد ہے باغ دل
دیکھی جاتی نہیں دل کی ویرانیاں

تو میرے دوستو! جو جنگ لڑنی ہے وہ سرحد پر لڑو یہ کوئی دانشمندی نہیں کہ دشمن کو دارالخلافہ میں آنے دو اگر اسے تنگ و دو کے بعد نکال بھی دیا جائے گا تو کس قدر دارالخلافہ کا نقصان ہو چکا ہوگا، لہٰذا جو زور لگانا ہے وہ آنکھوں کی حفاظت پر لگاؤ اور اگر اسمیں کوئی کوتاہی ہو جائے تو فوراً اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ کر پھر ہمت کرلو انشاء اللہ اس سے دل غیر اللہ سے محفوظ رہے گا اور جو دل غیر اللہ سے محفوظ ہے وہ ہی اللہ تعالیٰ کا مسکن اور دارالسلطنت ہے۔

ما اصابک من حسنة فمن اللہ کا مراقبہ

دل کو خراب کرنے والی ایک چیز عجب و کبر ہے جس کا علاج اس آیت مبارکہ کا مراقبہ ہے ہماری حقیقت تو گندگی ہے ہم سے گندے اعمال نکلنے چاہئیں ہم سے جو اچھے اعمال صادر ہو رہے ہیں ہم نہیں کر رہے وہ کروا رہے ہیں اور نسبت ہماری طرف کر رہے ہیں کہ تم نے یہ کیا لو یہ تمھارا انعام ہے میں اسکی مثال دیا کرتا ہوں ہمارے چھوٹے بچے اکثر ضد کرتے ہیں کہ تندور پر آٹا لے جائیں گے ہمارے ہاں روٹیاں تندور پر پکتی ہیں گھر پر آٹا گوندھا اور تندور پر بھیج دیا تو چھوٹے بچے ضد کرتے ہیں کہ جی ہم لیکر جائیں گے تو ہم انکے سر پر آٹا رکھ دیتے ہیں اور وہ نیچے سے اپنے ننھے ننھے ہاتھ لگا دیتے ہیں اور اوپر سے ابا نے اٹھایا ہوا ہے اب سارا وزن تو ابا اٹھاتا ہے انکے تو صرف ہاتھ نیچے لگے ہوئے ہوتے ہیں اس پر ابا کہتا ہے شاباش شاباش یہ لو بھئی تمھارا انعام ایک روپیہ دیکھو ماشاء اللہ آج تو آٹا اٹھا کر لایا ہے ہماری مثال بھی ایسی ہے کہ توفیق تو اللہ تعالیٰ دے رہے ہیں اور نام ہمارا بن رہا ہے اسی کو فرمایا۔

کارفرما تو لطف ہے انکا

ہم غلاموں کا نام ہوتا ہے

جو بھی نیکی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے لہٰذا اس آیت کا مراقبہ ہمیشہ کرے کبھی کبر و عجب پیدا نہ ہوگا تجھ کو جو حسنہ اور نیکی پہنچ رہی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور جو ہم سے برائی صادر ہو رہی ہے وہ ہمارے نفس کی شرارت ہے تو انکی طرف سے عطا ہے اور

ہماری طرف سے خطا ہے۔

اہل اللہ کا تعلق اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم

ہمیں سوچنا چاہیے کہ آج جو لوگ کبائر میں مبتلا ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان بزرگوں سے جڑنے کی توفیق عطا فرمائی تو اس میں ہمارا کیا کمال ہے کوئی کمال نہیں اللہ تعالیٰ چاہیں تو انکو یہاں بھیج دیں اور ہمیں وہاں بھیج دیں اللہ تعالیٰ کیلئے کچھ مشکل نہیں اس لیے ہر وقت ڈرتے رہنا چاہیے گلزار ابراہیم میں بڑے عجیب اشعار ہیں۔

بت خانے سے لاوے صدیق کو
کعبہ میں پیدا کرے زندیق کو

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تو اسی ماحول میں رہتے تھے صدیق اکبرؓ بن گئے عمرو بن ہشام کعبہ میں پیدا ہوا ابو جہل بنا تو فرماتے ہیں۔

بت خانے سے لاوے صدیق کو
کعبہ میں پیدا کرے زندیق کو
اہلیہ لوط نبی ہو کافرۃ
زوجہ فرعون ہوے طاہرۃ
زادہ آزر خلیل اللہ ہو
اور کنعان نوح کا گمراہ ہو
دیر کو مسجد کرے مسجد کو دیر
غیر کو اپنا کرے اپنے کو غیر
عقل سے بالا ہے خدائی تیری
فہم سے بالا ہے کبریائی تیری

تو میرے دوستو! ہمیں ہر وقت اس پر نظر رکھنی چاہیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہمیں الحمد للہ بزرگوں کی معرفت اور تعلق نصیب فرمایا ہے۔

ایمان کے بعد بڑی نعمت

بلکہ میں کہتا ہوں کہ یہ بہت بڑی نعمت ہے اور ساری دینی نعمتوں میں ایمان کے بعد یہ سب سے بڑی نعمت ہے یاد رکھیں میں مولوی ہوں خصوصاً علماء سے کہتا ہوں کہ دوستو اس معاملے میں غفلت مت کرو پھر وقت آئیگا پچھتاؤ گے حضرت والا سے میں نے بڑے ابتدائی دور میں یہ بات سنی حضرت والا نے فرمایا کہ جن لوگوں نے میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمتہ اللہ علیہ کی قدر نہیں کی انکو جب احساس ہوا تو حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے خادموں کی جوتیاں اٹھانا پڑیں اس لیے زندگی میں ایک وقت آتا ہے کہ نفس کی خرمستیاں سب ختم ہونے لگتی ہیں پھر احساس ہوتا ہے کہ زندگی اندھیرے میں گزری۔

حضرت سید سلیمان ندوی کا حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ سے اصلاحی تعلق

حضرت سید سلیمان ندوی رحمتہ اللہ علیہ کتنے سال بخاری شریف پڑھاتے رہے لیکن پھر احساس ہوا تو حکیم الامت حضرت تھانویؒ کو لکھا کہ اتنے عرصے سے بخاری شریف پڑھا رہا ہوں لیکن قلب بے کیف ہے اور زندگی بے مزہ معلوم ہوتی ہے تو حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا کہ میرا فلاں رسالہ مطالعہ کرو تو سید سلیمان ندویؒ نے جواب میں لکھا کہ میں نے بڑی بڑی حدیث وتفسیر کی کتب مطالعہ کی ہیں اس مختصر رسالہ کے مطالعہ سے کیا فائدہ ہوگا؟ حضرت حکیم الامت فوراً سمجھ گئے کہ یہ پندار علم ہے تو آپ نے جواب تحریر فرمایا کہ اگر آپ سمندر تھے تو دریا سے کیوں رابطہ کیا بس اسی جملے نے سید صاحبؒ کا کام بنا دیا فوراً احساس ہوا اور سفر کر کے تھانہ بھون پہنچے حضرت حکیم الامتؒ کی خدمت میں کچھ وقت لگایا ان کی صحبت کی برکت سے تعلق مع اللہ نصیب ہوا ایک وقت تھا کہ نمازیں بے کیف تھیں اور اب یہ حال ہوا کہ ارشاد

فرماتے ہیں کہ!

وعدہ آنے کا شب آخر میں ہے
صبح ہی سے انتظار شام ہے
نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا
ذکر میں تاثیر دور جام ہے

لہٰذا میں جو یہ دعوی کر رہا ہوں تو میرا دعوی بلا دلیل نہیں کہ ایمان کے بعد بڑی نعمت ان اللہ والوں کا تعلق ہے لہٰذا ہمیں اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر آدا کرنا چاہیے تا کہ ہماری اس نعمت میں اضافہ ہو۔

اللہ والوں کی نظر

آپ نے اک نگاہ کیا ڈالی
کہ رنگ ہستی میرا نکھار دیا

یہ اللہ والوں کی نظر کا صدقہ ہے اور اہل اللہ کی نظر سے کام بنتا ہے، دوستو لیکن اگر کوئی کہے کہ آج ہی نظر پڑنے سے میرا کام بن جائے تو ہر ایک کے ساتھ ایسا نہیں ہوتا بعض ایسے باصلاحیت ہوتے ہیں کہ ایک ہی نظر ان کا کام بنا دیتی ہے اور ہم جیسے پتھر کی مانند ہوتے ہیں کہ جس پر ایک خاص مدت تک سورج اپنی نظر ڈالتا رہتا ہے تو وہ پتھر سے ہیرا بن جاتا ہے اسی طرح اللہ والوں کی نظر تلے رہے تو انشا اللہ اس خاکداں میں نسبت مع اللہ کا خزانہ پیدا ہو جائے گا۔

عجب و کبر کا علاج

تو اس آیت کا مراقبہ کرتے رہیے کہ مااصابک من حسنة فمن الله کہ جو نیکی کی توفیق ہو رہی ہے یہ خاص اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور ان کی عطا ہے اور جو ہم خطائیں کرتے ہیں یہ سب ہمارے نفس کی شرارت اور حرارت اور حماقت ہے تو اگر یہ مراقبہ کریں گے تو انشا اللہ کبر قریب بھی نہیں آئے گا جو کبر کی بیماری سے بچ گیا تو انشا

اللہ اسکا کام بن گیا اس لیے کہ متکبر پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نہیں ہوتی متکبر جنت میں داخل نہ ہوگا اور نہ ہی جنت کی خوشبو سونگھے گا جو کہ ستر سال کی مسافت سے آئے گی اور عجز و انکساری اور آہ و زاری سے اللہ تعالیٰ ہمارا ہاتھ پکڑ لیں گے اللہ تعالیٰ کی رحمت آغوش میں لے لے گی ہمیں آج جو اللہ تعالیٰ نے نعمت عطاء فرمائی ہے اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو تحقیقات وترقیات ہیں یہ تو انکی دی ہوئی ہیں ہم کس بات پر ڈینگیں ماریں ان کی چیز ہے واپس لے لیں پھر کیا ہوگا پھر ہم کیا کر سکتے ہیں اس لیے اس مراقبے کو میرے دوستو کیا کرو کہ ما اصا بک من حسنة فمن الله میں جو حسنة پہنچے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرے کہ اللہ تعالیٰ یہ تیری توفیق سے ہے جو برائی ہم سے صادر ہو یہ ہماری بدمعاشی ہے تو اس سے یہ ہوگا کہ انشا اللہ تعالیٰ ہمیں توبہ کی بھی توفیق ہو جائے گی تو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عطاء اور اپنی خطا کا مراقبہ رکھے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ برائی کے پیچھے نیکی لگا دو اسکو مٹا دے گی تو بہ سے بڑھ کر کیا نیکی ہوگی جس پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں! انه یحب التوابین کہ توبہ کرنے والا تو میرا پیارا ہو جاتا ہے جسطرح کہ بچہ جو اپنے باپ کا نالائق ہوتا ہے تو پھر اپنے باپ کے قدموں میں پڑ جاتا ہے تو باپ اسکو سینے سے لگا لیتا ہے اور اسکو معاف کر دیتا ہے ابا کا جذبہ اتنا ہے کہ بیٹا جب معافی مانگتا ہے تو معاف کر دیتا ہے ربا ہی نے ابا کو دل دیا ہے تو ربا کا کرم کتنا ہوگا دیر ہے تو ہماری طرف سے انکی طرف سے دیر نہیں آجکل نعوذ باللہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کرنا ہوگا تو کر دیں گے یہ مقام ناز کا دعوی ہے ہمارا منہ اس لائق نہیں کہ ناز کریں میرے حضرت والا کا شعر ہے۔

ناز چھوڑو سر نیاز کرو

نفس کو اپنے شہباز کرو

فاحشہ عورت کا واقعہ

امام بخاری نے ایک فاحشہ اور بدچلن کا واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک بدکار عورت بدکاری کے لیے جنگل سے گزر رہی تھی وہ ایک کنویں کے پاس سے گزری تو وہاں ایک

کتا پیاس کی شدت کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا تھا اس کو اس پر بڑا رحم آیا اس نے وہاں ڈول اور رسی تلاش کی وہ نہ ملی تو اس نے اپنے دوپٹے کو پھاڑ کر رسی بنائی اور اپنا بند جوتا اس میں باندھ کر کنویں سے پانی نکالا اور ایک چھوٹا سا گڑھا کھود کر اس میں پانی نکال نکال کر ڈالتی رہی اور وہ کتا پانی پیتا رہا جب کتا سیراب ہوگیا تو اس نے تشکرانہ نگاہوں سے اس عورت کو دیکھا اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ اس کو توفیق توبہ دے دی اور مرنے کے بعد جنت میں داخل کر دیا۔

عابدہ زاہدہ عورت کا واقعہ

امام بخاری نے اسی کے ساتھ بنی اسرائیل کی ایک عابدہ زاہدہ عورت کا واقعہ نقل فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار عورت تھی عبادت اور زہد کی وجہ سے بہت مشہور تھی ایک دفعہ ایک بلی اس کا دودھ پی گئی تو اس نے اس بلی کو پکڑ کر ایک ٹوکری میں بند کر دیا اور اس کا کھانا پانی بند کر دیا اور وہ بلی اس ٹوکری میں سسک سسک کر مر گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی ساری عبادت اور زہد پر لکیر کھینچ دی اور مرنے کے بعد جہنم میں پھینک دیا دوسری روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو سورج گرہن والے دن جب جہنم دکھائی گئی کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس بلی کو دیکھا کہ وہ جہنم میں اس عورت کو پنجوں سے نوچ رہی ہے، العیاذ باللہ۔

تو میرے دوستو کسی برے انسان میں کوئی ایسا اچھا وصف ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ ہو اور کسی نیک میں کوئی ایسی بری خصلت ہوسکتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو۔

اللہ والوں کی صحبت میں تھوڑے عمل پر زیادہ ثواب ملتا ہے

میرے دوستو! دروازہ سے تعلق دروازے کا احترام، دروازے کی محبّت دینے والے کو متوجہ کرتی ہے۔ دروازے پر آؤ گے تو پھر اندر سے کوئی ہاتھ دے گا۔ دینے والا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اس لیے حضرت والا فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کو اللہ

تعالیٰ نے فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ اگر نہ چاہتے تو تمہاری کبھی بھی پاکیزگی نہ ہوتی، ہم نے چاہا تو تم پاک ہو گئے لیکن پیغمبر علیہ السّلام کے دروازے پر آؤ۔

اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آئے چھوٹی کھڑکی سے اور بہت کچھ مل گیا ہمارے حضرت والا نے مثال دی، فرمایا دیکھو! ایک بڑا دروازہ ہے، اس پر ایک رئیس ہزار ہزار روپے تقسیم کر رہا ہے۔ اب اس نے دیکھا قطار میں میرا ایک دوست بھی لگا ہوا ہے تو اس نے اشارہ کیا کہ فلاں چھوٹی کھڑکی کے پاس آ جاؤ۔ اب وہ چھوٹی کھڑکی کے پاس آیا، اس نے ایک لاکھ روپے اس کو دے دیئے۔ اب کھڑکی چھوٹی ہے لیکن دینے والے نے زیادہ دے دیئے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے اللہ والوں کی صحبت کی برکت سے انسان کے تھوڑے عمل پر اللہ تعالیٰ زیادہ قرب اور اجر عطا فرما دیتے ہیں۔ اس لیے کہتے ہیں کہ اللہ والوں کے عمل کو معمولی نہ سمجھو، ان کی کیفیات کو تم نہیں پہنچ سکتے، وہ جب سجدے میں جاتے ہیں تو ان کی روح بھی سجدہ کرتی ہے، اس کا قلب وجگر بھی سجدہ کرتا ہے، صرف اعضاء نہیں۔ میں اور آپ سجدہ کرتے ہیں تو صرف اعضاء سجدہ کرتے ہیں۔

ایک اللہ والے نے کسی کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہوئے۔ صاحبِ کشف تھے، امام صاحب سے کہا: امام صاحب! میں تو آپ کے پیچھے پیچھے بھاگتا رہا۔ بڑی مشکل سے آپ قابو آئے۔ انہوں نے کہا کیسے؟ فرمایا: آپ پہلے تو بخارا گئے گھوڑے لے کر کیونکہ وہ گھوڑوں کی تجارت کرتا تھا سائڈ بزنس، گھوڑے لے کر آپ وہاں گئے، وہاں سے آپ افغانستان کھوتے (گدھے) لے کر آئے، افغانستان سے ڈرائی فروٹ آپ پیک کر کے فلاں ملک لے گئے اور میں آپ کے پیچھے پیچھے بھاگا پھرتا ہوں۔ بھئی! تھکا دیا، بڑی مشکل سے سلام پر واپس آئے، مجھے خطرہ تھا سلام پھیرتے ہوئے بھی کہیں باہر ہی نہ رہ جائیں۔

میرے دوستو! اللہ والوں کی دو رکعت ایسی ہیں جیسے چھوٹی کھڑکی سے اس کو اللہ تعالیٰ لاکھ عطا فرما دیں اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

﴿اللّٰہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا نسخہ﴾

معمولات برائے سالکین

☆☆☆

1====لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ 100بار

طریقہ ذکر۔لَا اِلٰہَ پر ہلکا دھیان کریں کہ میری لَا اِلٰہَ عرش اعظم تک پہنچ گئی اور اِلَّا اللّٰہ پر سوچیں کہ اللّٰہ تعالیٰ کا نور میرے دل میں داخل ہو رہا ہے نور کا ایک ستون عرش سے میرے دل تک لگا ہوا ہے جس سے نور آرہا ہے مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے کہ﴿ لا الٰہ الا اللّٰہ لیس لھا حجاب دون اللّٰہ ﴾ ترجمہ:لا الٰہ الا اللّٰہ اوراللّٰہ تعالیٰ میں کوئی حجاب اور پردہ نہیں ہے۔

2==== اللّٰہ اللّٰہ 100 بار

پہلے اللّٰہ پر جَلَّ جَلَالُہٗ کہنا واجب ہے یہ سوچیں کہ ایک زبان منہ میں ہے اور ایک زبان دل میں ہے زبان اور دل دونوں سے بیک وقت اللّٰہ نکل رہا ہے۔

3====استغفار۔ 100 بار

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ

4====درود شریف۔ ایک سوبار--یا- تین سوبار--یا- پانچ سوبار

طریقہ درود شریف ۔درود شریف پڑھتے ہوئے یہ سوچیں کہ میں روضہء مبارک ﷺ کے سامنے ہوں اور روضہ مبارک ﷺ پر رحمت کی بارش ہورہی ہے جس کے چھینٹے مجھ پر بھی پڑ رہے ہیں۔

یہ مختصر درود شریف بھی پڑھ سکتے ہیں۔﴿ صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمّی ﴾

5====﴿ تلاوت قرآن مجید ﴾

6====﴿ مناجات مقبول ایک منزل روزانہ ﴾

7====﴿ بہشتی زیور کا ساتواں حصہ یا حضرت حکیم محمد اختر دامت برکاتہم کی تصنیف ☆ روح کی بیماریاں اور ان کا علاج یا حضرت مولانا کا سفر نامہ رنگون وڈھاکہ کا مطالعہ کریں ﴾۔

8====ایک مٹھی داڑھی رکھیں۔شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھیں۔نظر اور دل کی حفاظت کریں۔

معمولات یومیہ عورتوں کے لیے

۱۔''سبحان اللہ'' تین سو بار۲۔''لا الہ الا اللہ'' ایک سو بار۳۔''استغفار'' ایک سو بار۴۔''درود شریف'' ایک سو بار ۵۔تلاوت قرآن شریف۶۔''مناجات مقبول'' ایک منزل روزانہ۷۔بہشتی زیور کا ساتواں حصہ یا حضرت حکیم محمد اختر دامت برکاتہم کی تصنیف ☆ روح کی بیماریاں اور ان کا علاج یا حضرت مولانا کا سفر نامہ رنگون وڈھاکہ کا مطالعہ کریں۔شرعی پردہ کا اہتمام کریں اور نظر اور دل کی حفاظت کریں۔

معمولات صبح وشام برائے مرد وخواتین

۱۔ترجمہ حدیث: ﴿ حضرت عبداللہ ابن خبیبؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک رات جب بارش ہو رہی تھی اور سخت اندھیرا تھا ہم رسول اکرم ﷺ کو تلاش کرتے ہوئے نکلے پس ہم نے آپ ﷺ کو پالیا آپ ﷺ نے فرمایا کہو میں نے عرض کیا کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قل ھو اللہ احد،قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ۔صبح وشام تین تین مرتبہ پڑھ لیا کریہ تجھے ہر چیز

کے لیے کافی ہو جائے گی ۔(مشکوٰۃ شریف)

سورۃ اخلاص تین مرتبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ☆اَللّٰهُ الصَّمَدُ ☆لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ☆وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ☆

سورۃ فلق تین مرتبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ☆مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ☆وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ☆وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ☆وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ☆

سورۃ الناس تین مرتبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ☆مَلِكِ النَّاسِ ☆اِلٰهِ النَّاسِ ☆مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ☆الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ☆مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ☆

۲۔ترجمہ حدیث ۔حضرت ابو درداؓ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اکرم ﷺ نے کہ جو شخص صبح شام سات مرتبہ یہ کلمات پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کے دنیا اور آخرت کے ہر غم کے لیے کافی ہو جائیں گے۔(روح المعانی)(سات مرتبہ)

﴿حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ﴾

﴿ترجمہ﴾ میرے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے جس کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں اس پر میں نے بھروسہ کیا اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

۳۔ترجمہ حدیث ۔حضرت معقل ابن یسارؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح کو تین مرتبہ ﴿ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ

الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم﴾ ۔ پھر سورۃ حشر کی آخری تین آیات ایک بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس پر ستر ہزار فرشتے مقرر کر دیتے ہیں جو شام تک اس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں اور اگر اس دن اسے موت آ گئی تو وہ شہید مرے گا اور شام کو پڑھے تو اس کو بھی یہی درجہ حاصل ہو گا یعنی ستر ہزار فرشتے صبح تک اس کے لیے استغفار کرتے رہیں گے اور اس رات میں مر گیا تو شہید مرے گا (مشکوٰۃ شریف)۔ پہلے

﴿اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم﴾

تین مرتبہ پڑھے پھر سورۃ حشر کی آخری تین آیات ایک بار پڑھے۔

ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ ▪ عٰـلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ▪ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ☆ ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ▪ اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ ▪ سُبْحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ☆ ھُوَ اللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ▪ یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ▪ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ☆

خاص ورد

﴿حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْل﴾

1۔ برائے تکمیل خاص کام ایک سو گیارہ (۱۱۱) مرتبہ۔
2۔ برائے کفالت از مصائب و پریشانی ایک سو چالیس (۱۴۰) مرتبہ۔
3۔ برائے وسعت رزق و ادائے قرض تین سو آٹھ (۳۰۸) مرتبہ۔
4۔ برائے حفاظت از شر و رفتن تین سو اکتالیس (۳۴۱) مرتبہ۔

ہر ایک کے شروع اور آخر میں گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھیں۔

﴿صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّی﴾

مواعظ حسنہ نمبر 5

الله جل جلاله

فیضانِ مرشد

بیان

شیخ الحدیث حضرت مولانا الشاہ **جلیل احمد اخون** صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ مجاز بیعت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا الشاہ **حکیم محمد اختر** صاحب دامت برکاتہم

ناشر

خانقاہ اشرفیہ اختریہ جامع العلوم عیدگاہ بہاول نگر 063-2272378
Web: www.jamia-ul-uloom.com
Email: ibn_niaz@yahoo.com